○

ملے کیسے صدیوں کی پیاس اور پانی ، ذرا پھر سے کہنا
بڑی دلربا ہے یہ ساری کہانی ، ذرا پھر سے کہنا

کہاں سے چلا تھا جُدائی کا سایا ، نہیں دیکھ پایا
کہ رستے میں تھی آنسوؤں کی روانی ، ذرا پھر سے کہنا

ہوا یہ خبر تُو سناتی رہے اور میں سُنتا رہوں
بدلنے کو ہے اب یہ موسم خزانی ، ذرا پھر سے کہنا

مُکر جانے والا کبھی زندگی میں ، خوشی پھر نہ پائے !
یونہی ختم کر لیں ، چلو یہ کہانی ، ذرا پھر سے کہنا

سمے کے سمندر ! کہا تُو نے جو بھی ، سُنا ، پر نہ سمجھے
جوانی کی ندّی ، میں تھا تیز پانی ، ذرا پھر سے کہنا